



جاوید عابدی (بائین) اور
اسٹیفن ہاکنگ ان لوگوں میں
شامل ہیں جنہوں نے ۲۰۰۱
میں ریمپ بنائے جانے کے بعد
سب سے پہلے نئی دھلی کے
جنتر منتر کو وہیل چیئر پر
بیٹھ کر دیکھا۔

ممکنات کی تشریحِ نو

لورنڈا کیز لونگ

ایک نابینا امریکی خاتون اور ان کا کتا، ایک وہیل چیئر استعمال کرنے والے ہندوستانی
صحافی اور ایک معذور برطانوی ماہر فزکس یہ ثابت کرتے ہیں کہ جسمانی طور پر
معذور لوگ کس طرح دنیا کو کچھ دے سکتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

بائین نومبر ۲۰۰۵ ۲۷



جب فرکس کے برطانوی ماہر اسٹیفن ہانگ ۲۰۰۱ میں ہندوستان آنے والے تھے تو ان سے کہا گیا کہ وہ اپنی وہیل چیزیں میں بیٹھ کر لال قلعہ، قطب بینار اور جنمزمتر جیسی دہلی کی تاریخی یادگاروں کو مند دیکھ سکتیں گے۔ تاہم ہندوستان سے ان کی واپسی سے قبل ہی (مذکورہ یادگاروں میں) ڈھلان اولے زینے بنادیے گئے تاکہ وہ خود اور وہیل چیز استعمال کرنے والے دوسرے افراد بھی ان تاریخی مقامات کو قریب سے دیکھ سکیں۔ اور اب صورتحال یہ ہے کہ وہیل چیز استعمال کرنے والے ہندوستان کے اکثر تعمیراتی عجوبوں تک پہنچ کر انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

جب جاوید عابدی نے اپنے صحافتی کیریکا آغاز کیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ یہاں زیادہ سے زیادہ میز کے پیچھے بیٹھ کر ادارتی سرگرمی انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن وہیں چیز استعمال کرنے والے اس رپورٹرنے پورے ملک کا سترکیا، سیاست دانوں اور مشہور روزگاریوں کے انٹرویو کیے اور واقعات کی اسی طرح رپورٹنگ کی جس طرح دوسرے صحافی کرتے ہیں۔

جب ایک امریکی ناپیناخا توں، جو اس کیں ہندوستان آنا چاہتی تھیں تاکہ ہندوستانی عوام اور لکھار کا مشاہدہ و تجربہ کر سکیں، اپنے رشتہ داروں سے مل سکیں اور اپنے اس تجربے میں دوسروں کو شریک کرے۔

کریں کہ اس طرح ایک نابینا خاتون اپنی آزادی کو وسعت دے سکتی ہے تو ان کی ماں نے ان سے کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ پھر بھی نہ نہیں۔

انہوں نے اپنے بیٹیاں اھوں والے لئے، وورے،، سماکھ پورے ہندوستان کا مہینے بھر کا سفر کیا۔ انہوں نے احمد آباد میں مہاتما گاندھی کے چرخے کو چھوڑا۔ انہوں نے رقص کے سبق لیے اور اس کے لیے ”چھوکریکھنے“ کا طریقہ استعمال کیا۔ یہ سبق انہوں نے بنگور میں واقع ناپناوں کے لیے قائم کی گئی رامناہارشی اکڈیمی میں لیے۔ ممکنی میں واقع پیش ایسوی ایشن فارڈی بلانڈٹ کے طلبہ کے ذریعے تیار کی گئی کرنسس کی سچاؤں کا بھی انہوں نے اپنی انگلیوں سے معائنہ کیا۔

کین کہتی ہیں کہ انہوں نے ہندوستان کا مشاہدہ و تجربہ اپنے کانوں سے سن کر اور ناک سے سوچ کر کیا ہے۔ ان کا سفر ہند میڈیا کے نقطہ نظر سے ایک سنسنی خیز واقعہ تھا۔ انہوں نے انہیں ایری لائزپر اپنے گاہ کتے کے ساتھ سفر کیا جو ان کے بیین میں خاموشی سے بیٹھا تھا۔ سوچ کر اسکے پڑھنے کے لئے اس کی وجہ پر اپنے

رہ جاتا، اسچے ایک بار ایک یورپی فارڈ لے ووڑے کا پورن نک پاس
ماں گل لیا۔ کیون؟ ہٹلوں میں قیام پذیر ہیں اور یستور انوں کے کھانوں
کے کھانے اپنے بھرم جاتے ہیں، بھرم لگا، زانٹھی بھرم جو، روتک ام کی

قانون میں معذوروں کے حقوق کے بارے میں ان کے خیالات سن نے اس سے پہلے کبھی بھی کسیکم تعلیم، بنگ اور اس ساز و سماں کے بارے میں حال تکمیل جو صدور ای حکومتوں نے انہر فر اہم

کے ہیں تاکہ کین ایک کار آمد شہری بن پائیں۔ خصوصاً آٹھ سال پہلے کیے گئے دل کے آپریشن کے بعد جس کی وجہ سے ان کی آنکھوں کی بینائی چاتی رہی۔ انہیں شوگر کی بیماری ہے جس کی وجہ سے دل کو خون

پہنچانے والی رگ میں معمولی بیماری ہو گئی اور آنکھوں تک خون پہنچانے والی رگوں میں آپریشن کے دوران ضرورت بھرا۔ سب سجن نہ رہ پائی، ایک ایسی بات بیماری جسے ان کے ڈاکٹر جان نہ سکے ہوں گے۔

کین کتنی ہیں: ”سب سے عظیم شے میں نے کھو دیا وہ میری آنکھوں کی بیانی نہیں بلکہ میری آزادی ہے۔“ اگرچہ کورے، اور ان حقوق کی وجہ سے جو معاذروں کو حاصل ہیں، میں نے اس کا کچھ حصہ حاصل کر لیا ہے۔

ان سب کا مقصد امریکہ میں یہ ہے کہ آپ برسر روزگار ہو جائیں، ٹکیں دہندا ہے بن سکیں اور ہر کسی

۱۸ اپشن نومیر رسمی بر ۲۰۰۵



”سب سے عظیم شے جسے میں نے کھو دیا وہ میری
آنکھوں کی بیٹائی نہیں بلکہ میری آزادی ہے“

کے دروازے تک لے جائے۔ ”دیگر مقامات پر مجھے چارائیے لوگوں کا سہارا لینا پڑتا ہے جو پوری طرح غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں، جو مجھے جسمانی طور پر سیر ہیوں سے جہاز تک اس طرح لے جاتے ہیں گویا کہ میں آؤ کی کوئی بوری ہوں۔ عابدی کہتے ہیں کہ یہ خوفناک یہ راساں کرنے والی بات ہے۔ آگے وہ مزید کہتے ہیں: ”میں صرف اس وجہ سے یونیورسٹی جانے کے لائق ہو سکا کہ میرے گلاس کے ساتھی مجھے سیر ہیوں پر سے اٹھا کر گلاس روم تک لے جاتے تھتھا کہ میں لکپڑنے سکوں۔“

وہ کہتے ہیں کہ میں راتوں رات کسی مجرم کی بات نہیں کرتا۔ لیکن جب کہ مرمت کا کام جاری ہے اور اس کے نتیجے میں اچھی اور نیشینیں تیار ہو رہی ہیں تو کیوں نہیں لوگ ایک ریپ کی منصوبہ بنندی کرتے؟ وہ کہتے ہیں کہ دہلی کے میڑوریل ایششن وہیل چیز کے لیے فتح کی سہولت نہیں رکھتے۔ اور شہر میں بنائے جانے والے تمام ٹوائیلوں میں بہت ہی تنگ دروازے لگائے گئے ہیں۔ عابدی کہتے ہیں کہ ہندوستان میں سات کروڑ سے زیادہ معمور ہیں۔

ڈاکٹر اجدرویاں، جو جزوی طور پر اندھے ہیں اور عمومی میں نیشنل الیسوی ایششن فارڈی بلانڈ کے اعزازی ہنزل سکریٹری ہیں، کہتے ہیں ”ہم اور سماجیت سے مدافعت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ یہاں ہمیں طبی دیکھ کر یہ کے لیے مالیات کی ضرورت ہے تاکہ موتیانہ اور اس جیسے دوسرے امراض سے ہونے والے اندھے پن کا علاج کیا جاسکے اور اندھے پن کی بیماری کو روکا جاسکے۔ اسی طرح اندھے بچوں کی تعلیم کے لیے بھی مالیات کی ضرورت ہے تاکہ انہیں موقع ملیں، بجائے اس کے کافی خدا شوگر کا میرض اپنی دوالی کی خوراک کو ملا سکے اور اسے گن سکے۔ امریکہ میں کین کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نیشنل فاؤنڈیشن فارڈی بلانڈ کے لیے نئی ایجادات کے تحریک کے لیے کام کریں۔ جیسے کہ زیادہ ایڈیشن ڈبلنے والے کمپیوٹر یا ایکسٹر جو کہ اسٹور کے خانوں میں رکھی اشیاء کی تصویریں لے سکتے ہیں اور انہیں صوتی طور پر بیان کر سکتے ہیں۔“

کین کہتی ہیں کہ ایک پروجیکٹ، جو انہیں تک تحریکی مرحلے میں ہے، ڈاکٹر مارک مور، فاؤنڈیشن کے صدر، کا خواب ہے۔ اس کا مقصد اندھوں کو کارچلانے کی اجازت دوانا ہے۔ کین کہتی ہیں ”میں امید کرتی ہوں کہ میری زندگی میں ہی وہ ایسا کر سکیں گے۔“ ”عزمِ مصمم کے ذریعے آپ وہاں تک جاسکتے ہیں جہاں تک آپ کی امید ہیں اور خواب لے جاسکتے ہیں۔“

۱۹ نومبر/دسمبر ۲۰۰۵